دستخط کیوں؟

- انجمن ترقی اردو بیس لاکھ دستخط کیوں حاصل کر رہی ہے؟
- اردو کی اس تحریک میں حصّہ لینا کیوں ضروری ہے؟
- بچّوں کی ابتدائی تعلیم اردو میں ہونا کیوں ضروری ہے؟
- اردو کیا بدیسی زبان ہے؟
- اردو کیا صرف مسلمانوں کی زبان ہے؟

یہ اور اس قسم کے سوالوں کے لیے یہ چند صفحے ملاحظہ فرمائیے

سوال:۔ "آپ لوگ دستخط کیوں حاصل کر رہے ہیں؟"
جواب:۔ تاکہ اُردو ریاست اتر پردیش میں زندہ رہے۔
سوال:۔ بیس لاکھ دستخطوں سے وہ کیسے زندہ رہے گی؟
جواب:۔ ہمارے دستور میں ایک دفعہ ہے ۳۴۷ جس میں یہ ہے کہ اگر کسی ریاست میں ایسے لوگوں کی تعداد کافی ہو جن کی زبان ریاست کی سرکاری زبان سے مختلف ہو اور وہ صدر جمہوریہ کو اس بات کا یقین دلا دیں کہ ان کی تعداد کافی ہے تو صدر جمہوریہ ان کی زبان کو بھی سرکاری حیثیت عطا کر دیں گے۔ تو ہم بیس لاکھ باشندوں کے دستخط سے صدر جمہوریہ کو ایک درخواست دے کر ثابت کر دیں گے کہ ریاست اتر پردیش میں ایسے لوگ کافی تعداد میں ہیں جن کی زبان ہندی نہیں بلکہ اُردو ہے۔
سوال:۔ اگر اُردو کو سرکاری حیثیت مل گئی تو اس سے کیا فائدہ ہوگا؟
جواب:۔ پھر اُردو بولنے والوں کے بچوں کی ابتدائی تعلیم اردو ہی میں ہوگی، اسکولوں میں اُردو بحیثیت ایک اختیاری مضمون کے پڑھائی جائے گی۔ حکومت اور عدالت کو درخواستیں اُردو میں بھی دی جاسکیں گی۔ عام لوگوں کے لئے جو سرکاری اعلانات شائع ہوں گے وہ اُردو میں بھی ہوں گے۔ سرکاری محکموں سے بھی اُردو میں خط و کتابت کی جاسکے گی۔
سوال:۔ کیا ابھی یہ کچھ نہیں ہوتا ہے؟
جواب:۔ جی ہاں یہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔ بیشک۔ اسکولوں میں تعلیم صرف ہندی میں دی جاتی ہے۔ حالت یہ ہے کہ میرے بچے کی مادری زبان اُردو ہے اور میں چاہتا

ہوں کہ اسے ابتدائی تعلیم اُردو میں دی جائے' لیکن کوئی اسکول ایسا نہیں ہے جہاں میں اسے اُردو میں تعلیم دلوا سکوں۔ ماڈل اسکولوں سے اُردو بالکل نکال دی گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چند برسوں کے بعد اُردو پڑھانے والے ٹیچر بھی نہ ملیں گے۔ سکنڈری ہائی اسکولوں سے بھی مختلف بہانوں سے اُردو نکال دی گئی ہے۔ اُردو کی نصاب کی کتابوں کا چھپنا بند کر دیا گیا ہے۔

سوال۔ ہم نے سُنا ہے کہ حکومت نے یہ سب کچھ اس لئے کیا ہے کہ اُردو صرف مسلمانوں کی زبان ہے۔ اس لئے اس کی جگہ صرف پاکستان ہے۔

جواب۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں نہ تو اُردو صرف مسلمانوں کی زبان ہے اور نہ ایسا ہے کہ مسلمانوں کی خاص چیزوں کی جگہ صرف پاکستان ہے۔ آپ اُردو روزناموں کو دیکھئے۔ ان میں سے جو سب سے زیادہ مالدار اور سب سے زیادہ چھپنے والے اخبار آپ کو نظر آئیں گے سب ہندوؤں اور سکھوں کے ہیں اور ان میں سے بعض بعض بہت سخت مسلم دشمن ہیں۔ کیا ان کی موجودگی میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ اُردو صرف مسلمانوں کی زبان ہے؟ اُردو کے ناول کے بابا آدم پنڈت رتن ناتھ سرشار ہیں' اردو قومی شاعری کے سنگ میل چکبست ہیں۔ آج کل بھی اُردو افسانہ نویسی میں کرشن چندر اور راجندر سنگھ بیدی بہت مشہور ہیں۔ زندہ شاعروں میں رگھوپتی سہائے فراق اور آنند نرائن ملا چوٹی کے شاعروں میں گنے جاتے ہیں۔ پنڈت کیفی اور پنڈت کشن پرشاد کول جو انجمن ترقی اردو کی مجلس عاملہ کے ارکان ہیں اُردو کے محققوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے اُردو کو کون صرف مسلمانوں کی زبان کہہ سکتا ہے۔

اُردو جب مسلمانوں کی زبان ہی نہیں ہے تو پھر یہ بحث ہی بیکار ہے کہ

اس کی جگہ ہندستان میں ہو سکتی ہو یا نہیں۔

اُردو پر ایک اعتراض اور ہو۔ وہ یہ کہ اس کے بہت سے الفاظ بدیسی ہیں اور اس کا رسم خط بدیسی ہو۔

ٹھیک کہتے ہیں۔ لیکن چھپائی کا پریس بھی تو بدیسی ہو۔ پھر ہندی کی کتابیں کیوں اس پر چھپتی ہیں۔ ریل اور ہوائی جہاز بھی تو بدیسی ہیں۔ پھر ہندی کے خطوط ان پر کیوں بھیجے جاتے ہیں۔ "تار" دینے کی مشین بھی تو بدیسی ہو۔ ہندی میں "تار" ان مشینوں کے ذریعہ کیوں بھیجے جاتے ہیں۔ اگر ہندی مصنفوں اور اس کے حامیوں کی زندگی دیکھئے تو ان کے رہن سہن میں پچھتر فی صدی چیزیں بدیسی ہیں۔ اگر وہ ان سب چیزوں کو چھوڑ دیں تب ضرور یہ کہہ سکتے ہیں کہ اردو سے عربی فارسی کے الفاظ نکال دو، اور اس کا رسم خط بدل دو۔

ہمارے ملک کا جو دستور بنایا گیا ہو اس میں بہت سی چیزیں بدیسی ہیں۔ مثلاً الکشن کے اور حکومت کے طریقے۔ ہماری فوجوں اور دفاعی طاقت میں سو فی صدی چیزیں بدیسی ہیں۔ ہمارے مستقبل کی ترقی کی اسکیموں میں ننانوے فیصدی چیزیں بدیسی ہیں۔ یہ سب چیزیں تو اُردو دشمن ہضم کرلیں اور نہیں ہضم کر سکتے ہیں تو چند ہزار عربی، فارسی کے الفاظ اور اُردو کا رسم خط۔ یہ واضح رہی کہ ان الفاظ کے معنی اب اتنے بدل چکے ہیں کہ ان کو عربی فارسی کہنا بھی غلط ہو۔

سوال۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ اور کوئی معقول آدمی آپ کی بات کی معقولیت سے انکار نہیں کرسکتا ہو۔ اب ایک بات اور بتا دیجئے۔ وہ یہ کہ ہندی سرکاری زبان قرار دی جاچکی ہو اس لئے اگر ہمارے بچوں کو ترقی کرنا ہو تو ان کو ہندی میں ہندی والوں کے بچوں سے پیچھے نہ رہنا چاہیئے۔ ورنہ پھر نہ وہ مقابلے کے امتحانوں میں ان سے جیت سکیں گے اور نہ ان کے برابر ترقی کرسکیں گے۔ ہو یہ بات ٹھیک یا نہیں؟

جواب۔ جی ہاں روپیہ میں سولہ آنہ ٹھیک ہے۔

سوال۔ پھر ایسی صورت میں کیا بچوں کے لئے یہی مناسب نہ ہوگا کہ وہ بالکل ہی شروع سے ہندی پڑھیں اور سب تعلیم ہندی ہی میں حاصل کریں۔

جواب۔ جی نہیں۔ اگر ہم اُردو دانوں کے بچوں کو شروع ہی سے ہندی میں تعلیم دی جائے گی تو پھر وہ ہندی میں ہندی دانوں کے بچوں سے پیچھے رہیں گے۔ لیکن اگر ان کو ابتدائی تعلیم اُردو میں دی جائے گی اور پھر ہندی پڑھائی جائے گی تب وہ ہندی دانوں کے بچوں کو ہندی میں ہرا سکتے ہیں۔

سوال۔ یہ کیسے ممکن ہو؟ آپ کی بات نے تو مجھے چکرا دیا۔

جواب۔ جی ہاں بظاہر یہ بات چکرا دینے والی ہے، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ فٹ بال اچھا کھیلے تو پہلی بات یہ ضروری ہے کہ اس کی تندرستی اچھی ہو۔ اگر وہ بیمار ہے اور دوڑ نہیں سکتا ہے تو وہ فٹ بال کیسے کھیلے گا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ غیر زبان سیکھے تو یہ بات ضروری ہے یا نہیں کہ اس کا ذہن اچھا ہو۔ اس میں سوجھ بوجھ ہو۔ وہ باتوں کو سمجھ سکتا ہو اور ان کو یاد رکھ سکتا ہو؟

سوال۔ "سولہ آنے ٹھیک۔ اگر کوئی بچہ گھامڑ ہے تو وہ اپنی زبان نہیں سیکھ سکتا ہے پھر غیر زبان کا کیا تذکرہ ـــــ"

جواب۔ تعلیم کے ماہروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ بچے کا ذہن اسی وقت ترقی کر سکتا ہے اور اس میں علم سیکھنے کی طاقت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب کہ اس کی ابتدائی تعلیم اس کی مادری زبان میں ہو۔ جس بچے کی تعلیم مادری زبان میں نہ ہوگی اس کا ذہن کمزور رہ جائے گا۔ اس کی سوچنے سمجھنے کی طاقت ترقی ہی نہ کرے گی۔ ایسی حالت میں وہ ہندی کیا کوئی زبان بھی نہ سیکھ سکے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کی ابتدائی تعلیم اُردو میں ہو۔ تاکہ اس کا ذہن، حافظہ، کچھ ترقی کر جائیں۔ اس کے بعد اگر اس کو پانچویں درجے

سے ہندی پڑھائی جائے گی تو وہ ہندی بہت تیزی سے سیکھ لے گا اور دو سال میں ہندی میں ان بچوں کے برابر آجائے گا جو شروع سے ہندی سیکھتے آئے ہیں، اور پھر دو سال میں ان کو ہرا دے گا۔

سوال۔ ٹھیک ہے۔ میں یہ بات سمجھ گیا۔ لیکن آپ کے اس کہنے کا مطلب یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہندی کے خلاف نہیں ہیں۔

جواب۔ بالکل نہیں۔ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ اُردو کو ختم نہ کیا جائے اور اسے بھی بنگالی، مرہٹی، گجراتی اور مدراس کی چاروں زبانوں کی طرح ترقی کرنے کا موقع دیا جائے، بس اتنی سی بات ہے۔ ہم ہندی کے بالکل مخالف نہیں ہیں۔

سوال۔ اچھا اگر اُردو نے ترقی کی تو اس سے ہندستان کا فائدہ ہوگا یا نقصان؟

جواب۔ اس کی ترقی میں ہندستان کا بڑا فائدہ ہے۔ اور بربادی میں سخت نقصان۔ اُردو ادب بہت اونچے پائے کا ادب ہے جس میں بہت قیمتی خیالات ہیں۔ اگر اُردو ختم ہوئی تو پھر ہندستان اس خزانے سے محروم ہو جائے گا۔ اس لئے اُردو کو برباد کرنا ویسا ہی ہے جیسے ایک لائبریری کا برباد کر دینا یا ایک یونی ورسٹی کو تباہ کر دینا۔ دوسری طرف اگر اُردو مٹا دی گئی اور اُردو والوں کے بچوں کو اُردو میں ابتدائی تعلیم نہ دی گئی تو ہندستان کے کروڑوں باشندے جو بہت سمجھدار ہو سکتے تھے، غبی اور بیوقوف پیدا ہوں گے۔ اس طرح ایک نسل کی نسل کو سخت نقصان پہونچے گا۔ اور اس سے ہندستان کی ترقی میں رکاوٹ پڑے گی۔

سوال۔ اگر ایسی بات ہے تو اُردو کی بقا کی جدوجہد کرنا ہندستان کی بہت بڑی خدمت ہے۔

جواب۔ اس میں کیا شک۔ یہ جدوجہد ویسی ہی متبرک جدوجہد ہے جیسی آزادی کی جدوجہد تھی۔ آزادی کی جدوجہد سے جسم تو آزاد ہو گئے ہیں۔ لیکن دماغوں پر ابھی تک فضول کے تعصبوں کی تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ کسی زبان کو غلام بنانے اور ذلیل کرنے کا جذبہ بھی ویسا ہی برا ہے جیسے کسی قوم کو غلام بنانے اور ذلیل کرنے کا جذبہ۔ حقیقت یہ ہے کہ

انگریزوں کی غلامی میں رہتے رہتے ہم کو بھی دوسروں کو غلام بنانے کی تمنا پیدا ہو گئی۔ اور اردو زبان کو غلام بنانے کی کوشش اس کا شاخسانہ ہے۔ یہ ایک سامراجی جذبہ ہے۔ ہم اس کے خلاف جمہوریت کے ہتھیار سے جنگ کر رہے ہیں۔ عوام کے پاس گھر گھر جا کر بیس لاکھ دستخط حاصل کرنا اور پھر صدر جمہوریہ کو موقعہ دینا کہ وہ اپنے ان اختیارات کو استعمال کر سکیں جو جمہور نے ان کو دیئے ہیں ـــــ یہ خالص جمہوری ہتھیار ہے۔

سوال۔ تو کیا جو کچھ آپ کر رہے ہیں وہ حکومت کے خلاف نہیں ہے؟

جواب۔ بالکل نہیں۔ ہم تو صرف ان حقوق کو مانگ رہے ہیں جو ہم کو دستور میں دیئے گئے ہیں اور صرف اس طریقے سے مانگ رہے ہیں جو دستور نے منظور کیا ہے۔ دستور اردو کو ہندستان کی ایک زبان مانتا ہے اور دفعہ ۳۴۷ کی رو سے ہم کو اس قسم کی جدوجہد کرنے کی اجازت دیتا ہے جیسی ہم چلا رہے ہیں۔

سوال۔ اچھا اب ایک سوال کا اور جواب دیجئے۔ وہ یہ کہ آپ نے صرف دفعہ ۳۴۷ ہی کو کیوں پسند کیا۔ سنا ہے کہ بعض دفعات اور بھی ہیں اور ان کی رو سے عدالت میں مقدمہ چلا کر اردو کو اس کے جائز حقوق دلوائے جا سکتے ہیں۔

جی ہاں دستور میں اور دفعات بھی ہیں۔ لیکن آپ ان کے ماتحت کارروائی کریں یا دفعہ ۳۴۷ کی رو سے ہر حال میں آپ کو ایک بات ضرور ثابت کرنا ہوگی۔ وہ یہ کہ اتر پردیش کے باشندوں کی ایک معتد بہ تعداد اردو بولتی اور استعمال کرتی ہے۔ اور آپ کو اردو دشمنوں کے اس دعوے کو باطل کرنا ہوگا کہ اردو صرف شہروں کے چند اونچے گھرانوں کی زبان ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ بار ثبوت آپ ہی کے سر ہوگا۔ اس لئے اگر ہم بیس لاکھ بالغوں کے دستخط حاصل کر لیں تو ہمارے پاس ایک ثبوت ہو جائے گا کہ یہ کافی لوگوں کی زبان ہے۔ اس لئے

ہم نے پہلے دستخطوں کی مہم کو شروع کیا ہے۔

سوال۔ لیکن آپ نے بیس لاکھ دستخطوں کی تعداد کس بنا پر متعین کی ہے۔ اور صرف بالغوں کے دستخط کیوں لے رہے ہیں؟

جواب۔ ہندستان کے ووٹر سترہ کروڑ ہیں اور آبادی ۳۴ کروڑ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بالغوں کی تعداد کو دُگنا کرنے سے آبادی کی تعداد معلوم ہو سکتی ہے۔ اگر ہم نے بیس لاکھ بالغوں کے دستخط حاصل کر لئے تو ہم دعویٰ کر سکیں گے کہ اتر پردیش کے چالیس لاکھ باشندے اُردو بولتے ہیں۔ جمہوریہ ہند کا ایک ممبر کشمیر بھی ہے اور کشمیر کی کل آبادی چالیس لاکھ ہے۔ ان چالیس لاکھ انسانوں کو حق حاصل ہے کہ وہ جس زبان کو چاہیں اپنے سرکاری محکموں میں استعمال کریں۔

اگر ہم ثابت کر دیں کہ اتر پردیش میں اُردو بولنے والوں کی تعداد کم سے کم چالیس لاکھ ہے تو قاعدے کی رو سے اُردو کو اتر پردیش کی دوسرے نمبر کی سرکاری زبان کی جگہ مل جانا چاہیے۔

سوال۔ بہت صحیح فرمایا آپ نے۔ اب میرے سب شکوک دور ہو گئے ہیں۔ آپ کی تحریک بہت مبارک تحریک ہے۔ اور ہر انصاف پسند آدمی کو اس میں حصہ لینا چاہیے۔

جاری کردہ اُردو علاقائی زبان کمیٹی انجمن ترقی اردو (ہند)
برکت روڈ۔ نظر باغ۔ لکھنؤ